سیدہ نفیسہ بنت حسن الانور ـــــ ایک تعارف

ڈاکٹر عمرانہ شہزادی ☆

Abstrat:

The Presence of Sufi Women explored alongside men early at the begning of Islam. Some of those women contributed in valuable ways to the growth of the Sufi'ism. The said article shed light on the bio graphy of Sufi Saint and great religious scholar Sayyeda Nafeesa Bint Hassan Al-Anwar. Who performed great struggle for preaching of Islam, Sufi'ism and other great islamic deeds for the welfare of humanbeings. People of Cario loved her very much for her religious values modesty, kindness and sufi'ism.

Key Words:

Women, Nafeesa, Struggle, Deeds, Religious, Modesty, Kindness, Sufi'ism.

خاندان اہلِ بیت نے اسلام کی دعوت و اشاعت اور اثباتِ حق کے لیے لازوال خدمات سرانجام دیں۔ ہر دور میں اپنے بزرگوں کی روایات کو نبھاتے ہوئے شریعتِ اسلامیہ کا بول بالا کیا اور پیروکاروں کو اپنے فیوض و برکات سے نوازا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اس قول سے اس بات کی تصدیق ہوتی ہے:

"لوگ مختلف درختوں میں سے پیدا کیے گئے جبکہ میں اور علی رضی اللہ عنہ ایک ہی درخت سے پیدا ہوئے ہیں۔ میں اس درخت کی جڑ ہوں، فاطمہ اس کی شاخیں ہیں اور علی رضی اللہ عنہ اس درخت کا

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ کالج خواتین یونیورسٹی، فیصل آباد

شگوفہ ہیں، حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ اس درخت کے پھل ہیں، ہمارے پیروکار اس کے پتے ہیں اور جو بھی اس کی ٹہنیوں میں سے کسی ٹہنی کے ساتھ لٹک گیا وہ اسے جنت تک لے جائے گی اور جو اس کو چھوڑے گا وہ جہنم میں گرے گا۔‘‘(۱)

سلسلۂ نبوت کی مذکورہ بالا درخت کی شاخ کا ایک تر و تازہ و شاداب پھول، گھرانۂ نبوت کا ایک معطر جھونکا، آلِ بیت کی نشانی جن کے بارے میں فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے:

اولئک الذین اذھب اللہ عنھم الرجس و طھرھم تطھیرا (۲)

ایک پاکباز وجود، تبحر علمی جس کا اوڑھنا بچھونا تھا، تاریخ جسے نفیسہ الدارین، نفیسۃ العلم، نفیسہ الطاہرہ، نفیسہ العابدہ، نفیسہ المصریین جیسے القابات سے مزین کرتی ہے وہ سیدہ نفیسہ بنت حسن الانور ہیں۔

سیدہ نفیسہ ابو محمد الحسن الانور بن زید الابلج بن حسن بن علی بن ابی طالب کی صاحبزادی تھیں۔ وہ ایک عظیم امام، جلیل القدر عالم، شریف النفس اور اہلِ بیت کے بزرگوں میں سے شمار ہوتے تھے۔ وہ مستجاب الدعوات تابعین میں سے تھے۔

۱۵۰ھ میں خلیفہ ابو جعفر منصور نے انہیں مدینہ کا والی مقرر کیا اور حکمِ حق کہنے والے اس مردِ مجاہد کو ۱۶۰ھ میں معزول کر کے قید کر دیا گیا۔ ابو جعفر منصور کے بعد خلیفہ مھدی نے ان کے علم، اعتدال، زہد و تقویٰ و ریاضت اور بلند مرتبہ کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے انہیں رہا کر دیا اور اپنے خاصانِ خاص میں شامل کر لیا۔ آپ بہت بردبار تھے، حدودِ شریعت کی سختی سے پابندی کرتے، اللہ کے دین کے بارے میں نرمی نہ برتتے تھے اور ان کی والدہ محترمہ کا نام ام سلمیٰ بنت حسین بن حسن تھا۔

سیدہ نفیسہ ۱۱ ربیع الاول ۱۴۵ھ بروز بدھ مکہ مکرمہ میں پیدا ہوئیں۔ ان کی والدہ ان کی پیدائش پر شاداں و فرحاں ہوئیں۔ والد صاحب بھی خبر ملنے پر خوشی سے جھوم اُٹھے۔ ان کی خوشی اس وقت دوبالا ہوگئی جب انہوں نے دیکھا کہ ان کی نومولود بیٹی بالکل ان کی بہن نفیسہ سے مشابہ ہے۔ نفیسہ بنت زید کی شادی خلیفہ عبدالملک سے ہوئی، بہت ذہین تھیں اور لیاقت و نفاست کا مجسمہ تھیں۔ مال و دولت اور دنیاوی نعمتوں سے اللہ تعالیٰ نے مالا مال کیا ہوا تھا۔ خلافت میں اپنے شوہر کی دست راست تھیں۔ یتیموں کی کفالت، نابیناؤں کا سہارا تھیں۔ مصر منتقل ہوئیں اور وہیں وفات پائی۔ انہوں نے اپنی بہن کی خوبیوں، زہد و تقویٰ سے متاثر ہو کر اور نیک شگون خیال کرتے ہوئے اپنی بیٹی کا نام بھی نفیسہ رکھا تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی بیٹی کے نصیب بھی اس کی پھوپھی کی طرح لکھ دے۔

سیدہ نفیسہ نے گھرانۂ نبوت میں پرورش پائی۔ ایسا گھرانہ جس کو اللہ تعالیٰ نے مطہر کر دیا۔ انہوں نے بچپن ہی سے اپنے گھر میں تلاوت قرآن پاک کی آوازیں سنیں۔ ایک پاکیزہ فضا ان کے اردگرد تھی جس نے انہیں اس کی تعلیم کی طرف راغب کیا۔ انہوں نے اپنے والد محترم اور والدہ محترمہ کو ہمیشہ یادِ الٰہی میں مشغول پایا وہ بھی فطری طور پر اپنے والدین کی پیروی کرنے لگیں۔ انہوں نے اپنے والدین سے اپنے دادا سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور ان کی والدہ محترمہ فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی سیرت کے بارے میں سنا اور والد محترم نے انہیں آگاہ کر دیا کہ ان کا مرتبہ بھی صالحات وصالحین میں بلند ہونا چاہیے۔ انہوں نے بہت چھوٹی عمر میں قرآن پاک پڑھنا شروع کر دیا۔ ایک سال کے مختصر عرصہ میں قرآن پاک حفظ کر لیا جس نے ان کے علمی ذوق کو جلا بخشی۔ وہ فرض نماز کی ادائیگی کا اہتمام کرتیں۔ انہوں نے سات سال کی عمر سے پڑھنا لکھنا شروع کر دیا اور یہ ان کے روشن مستقبل کی علامت تھی۔ مکہ مکرمہ میں سے تعلیم کا آغاز کیا۔ والد محترم کے ساتھ مدینہ منورہ تشریف لائیں اور ان کے ساتھ وہاں قیام کے دوران دینی ودنیاوی علوم وامور سیکھے۔ مسجد نبوی جایا کرتیں اور اس دور کے علماء وشیوخ سے حدیث اور فقہ کی تعلیم حاصل کی اور والد محترم سے دینِ اسلام کی تاریخ اور خاندانِ نبوت کے بارے میں معلومات کا ذخیرہ پایا۔ امام مالک سے ملاقات کی جو اس وقت مدینہ میں رہتے تھے۔ ان کا یہ عملِ جلیل تھا کہ وہ علمی مجالس منعقد کرتے اور علم کے متلاشی دنیائے اسلام کے گوشوں سے ان کے ہاں حاضر ہوتے۔ آپ اطرافِ مدینہ میں علم پھیلاتے۔ ان کی روایت کردہ احادیث کی صدائیں جب سیدہ نفیسہ تک پہنچیں تو انہوں نے ان سے ملاقات کی اور مؤطا امام مالک پڑھی۔ تمام دینی قضایا کے بارے میں ان کا مناقشہ ہوا اور حدیث کی اس کتاب کی معرفت مکمل ہوگئی۔ لوگ ان کے پاس علم سیکھنے کے لیے آتے اور فقہ، حدیث اور سیرت سے متعلقہ علوم سیکھتے۔ آپ بہت مضبوط حافظہ کی مالک تھیں۔ انہوں نے اپنی تمام توانائیاں قرآن پاک کو سمجھنے کے لیے صرف کر دیں۔ جلد ہی انہیں تفسیر وتاویل پر مکمل عبور حاصل ہوگیا اور قرآن پاک کے غموض ان پر آشکار ہوگئے۔ ایک مرتبہ ان کے والد حسن الانور ان کے ہمراہ مدینہ تشریف لائے۔ وہ ہمیشہ ان کا ہاتھ تھام کر چلتے تھے۔ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر حاضری دی اور عرض کیا ''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اپنی بیٹی نفیسہ سے راضی ہوں'' اور یہ عرض کرنے کے بعد لوٹ آئے۔ جب بھی مدینہ جاتے ان کا یہی معمول ہوتا یہاں تک کہ ایک مرتبہ انہیں خواب میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے تھے ''اے حسن! میں تمہاری بیٹی نفیسہ سے خوش ہوں۔ تیرے اس سے راضی ہونے کے سبب اور اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہیں میرے خوش ہونے کی وجہ سے۔''

سیدہ نفیسہ کے نو بھائی سید ابو القاسم، سید محمد، سید علی، سید ابراہیم، سید زید، سید عبید اللہ، سید یحییٰ، سید اسماعیل، سید اسحاق اور ایک بہن ام کلثوم تھیں۔ وقت کے ساتھ ساتھ آپ جسمانی، روحانی اور عقلی طور پر پرورش پاتی رہیں۔ رات کو قیام کرتیں، دن کو روزہ رکھتیں، عبادت اور مطالعہ میں مصروف رہتیں۔ اپنے آپ کو دل و جان سے حدیث کی تعلیم و تعلم کے لیے وقف کر دیا۔ انہوں نے اپنے والد محترم، اہلِ بیت کے جید علماء سے احادیث کو روایت کیا اور علمِ فقہ کا وافر حصہ ان سے لیا اور اسی بنا پر وہ نفیسہ العلم کے لقب سے مشہور ہوئیں۔ سنِ بلوغت کو پہنچتے ہی ان کے کریمانہ اخلاق، دین و ایمان، تقویٰ و پاکیزگی، علم و معرفت، حُسن و جمال کی خبر سُن کر قریش کے اشرافیہ اور بنی حسن رضی اللہ عنہ، بنی حسین رضی اللہ عنہ کے کچھ نوجوان آپ سے عقد کی خواہش لے کر آئے۔ آپ کے والد محترم نے سب کو انکار کر دیا۔ جہاں تک اسحاق المؤتمن بن امام جعفر صادق بن امام باقر بن زین العابدین بن بن حسین بن علی بن ابی طالب بھی اپنی آرزو لے کر آئے۔ انہوں نے ان کو بھی انکار کر دیا۔ اسحاق المؤتمن ان کے پاس سے رنجیدہ خاطر اٹھے اور مسجد نبوی میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حجرہ شریف میں داخل ہوئے اور قبرِ مبارک کے پاس انتہائی خشوع و خضوع سے کھڑے ہو گئے اور عرض کیا: ''یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میں نے نفیسہ بنت الحسن کے لیے ان کے والد سے نکاح کی خواہش کی ہے انہوں نے مجھے جواب نہیں دیا اور میں ان کے پاس صرف نفیسہ کے دین اور عبادت سے متاثر و مرعوب ہو کر گیا ہوں۔'' یہ عرض کر کے آپ اپنے گھر چلے گئے۔

اسی رات سیدہ نفیسہ کے والد حسن الانور نے علی بن ابی طالب کو خواب میں دیکھا۔ وہ ان سے کہہ رہے تھے ''اے حسن! نفیسہ کی شادی اسحاق المؤتمن سے کر دو'' جب صبح نیند سے بیدار ہوئے تو کسی کو اسحاق المؤتمن کو بلانے بھیجا اور وہ ان کے بلانے پر فوراً حاضر ہو گئے۔ ان کے بیٹھنے کے بعد انہوں نے انہیں اپنا خواب سنایا اور انہوں نے اہلِ بیت کے عمائدین اور اشرافیہ قریش کو اکٹھا کیا اور اپنی بیٹی کا نکاح ۵ رجب ۱۶۱ھ میں اسحاق المؤتمن سے کر دیا۔ اسحاق کی کنیت ابو محمد اور لقب المؤتمن تھا۔ جلیل القدر محدث، متقی، پرہیزگار اور صلاح کار مجتہد تھے۔ (۳)

المؤتمن نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشابہ تھے بہت سے علماء نے ان سے روایت کیا ہے جن میں سے کثیر بن عبد اللہ بن عوف، عبد اللہ بن جعفر المخزومی، صالح بن معاویہ بن عبد اللہ، ابراہیم بن منذر، یعقوب بن حمید، یعقوب بن محمد الزہری وغیرہ قابلِ ذکر ہیں۔ (۴)

شادی کے بعد اپنے سسرالی گھر یعنی امام جعفر صادق اور ان کی اہلیہ حمیدہ البربریۃ کے ہاں آ گئیں۔ یہ

وہی گھر تھا جو حارث بن نعمان الانصاری الخزرجی نے جو اصحابِ رسول ﷺ میں سے تھے اور تحفتاً آپ ﷺ کو پیش کیا تھا اور اسی گھر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اپنے صاحبزادوں حسن رضی اللہ عنہ اور حسین رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہا کرتی تھیں۔ ان سے شادی کے بعد دوبارہ اسی گھر میں دو نور (سیدنا حسن رضی اللہ عنہ کی پڑپوتی اور سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کے پڑپوتے) اس گھر میں اکٹھے ہو گئے۔ رشتہ ازدواج کے بعد دوبارہ اسحاق المؤتمن نے اس گھر کو تعمیر کروایا اور عرصۂ دراز تک یہاں مقیم رہے۔ امام جعفر صادق کے اسحاق المؤتمن کے علاوہ اور بھی بیٹے تھے یعنی امام موسیٰ، امام کاظم، امام محمد اور فاطمہ کبریٰ ان کی بیٹی تھیں۔ سیدہ نفیسہ کے بطن سے ام کلثوم اور ابوالقاسم دو بچے پیدا ہوئے۔

مدینہ منورہ میں قیام کے دوران وہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبرِ مبارک کی زیارت کی بہت مشتاق تھیں۔ زینب بنت یحییٰ (یحییٰ نفیسہ کے بھائی تھے) کہتی ہیں کہ میری پھوپھی جان سیدہ نفیسہ قرآن وتفسیر کی حافظہ تھیں۔ جب بھی تلاوتِ قرآنِ پاک کرتی تو کہتیں "اے اللہ! میرے مالک میرے لیے اپنے دوست ابراہیم کی قبر کی زیارت آسان کردے اور جب وہ حج کرنے کے بعد اپنے شوہر کے ہمراہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے روضہ پر پہنچیں تو قبر کے پہلو میں کھڑی ہو گئیں۔ غم وخوشی سے پھوٹ پھوٹ کر رونے لگیں، پھر حالت خشوع وخضوع میں بیٹھ گئیں اور قرآن پاک میں سے ان آیات کی تلاوت کرنے لگیں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی تھیں۔" سیدہ نفیسہ خود فرماتی ہیں "جب میں نے تلاوت کیا واذ قال ابراھیم رب اجعل۔۔۔ ولیذکر اولو الالباب[۵] تو میں نے محسوس کیا کہ گویا اس وقت خلیل اللہ میرے سامنے ہیں تو میرا دل ڈر گیا اور آنکھیں خشوع سے جھک گئیں۔ میں نے عرض کیا میں آپ کی رضا اور دعا پا سکتی ہوں؟ تو میں نے اس لمحہ ایک پر جلال آواز سنی، آپ کہہ رہے تھے: اے میری بیٹی نفیسہ! اے نفیسہ تمہیں خوشخبری ہو۔ تم صالحات قانتات میں سے ہو۔ میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ تم سورۃ مزمل کی تلاوت کیا کرو اور اس کے معنی پر غور وفکر کرو۔ اس سے تم عبادت کا طریقہ سیکھو گی۔ جس میں کسی قسم کی کوئی مشقت نہیں۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس پر اس کی استطاعت سے بڑھ کر بوجھ نہیں ڈالتا۔ اے میری بیٹی! اللہ کے اس فرمان کو پڑھو جو اس نے اپنے رسول ﷺ سے کہا: "ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی اللیل و نصفہ و ثلثہ و طائفۃ من الذین معک واللہ یقدر اللیل و النھار۔"[۶] بے شک اللہ تعالیٰ نے نفلی عبادت کو اختیاری رکھا ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ کون اس کی راہ میں جہاد کرتا ہے اور اپنے رزق کے لیے کوشش کرتا ہے۔ اس لیے آرام کرنا ضروری ہے تاکہ وہ اپنا کام کر سکے۔ جہاد عبادت ہے، رزق کے لیے کوشش کرنا عبادت ہے،

خواتین کے لیے گھر کا کام کرنا عبادت ہے۔ جان لو! تم صاحبِ توفیق ہو، تم مبارک ہو، تم صالحین وصالحات کی صف میں ہو۔ زندگی کے تمام معاملات میں بہترین نمونہ بن جاؤ۔"

وہ فرماتی ہیں "میں نے اس وقت کہا: اے میرے عظیم المرتبت دادا جان! میں ان تمام نصیحتوں پر عمل کروں گی۔ میں امید کرتی ہوں کہ آپ دعا کریں میں اس قابل ہو جاؤں کہ اللہ تعالیٰ کے مقربین میں سے ہو جاؤں۔ میری تمنا ہے کہ وہ مجھ سے راضی ہو جائے۔ یہی میری التجا ہے اس کے علاوہ کوئی خواہش نہیں۔"

انہوں نے ارشاد فرمایا: "اے میری بیٹی مبارک ہو! اللہ تعالیٰ نے تمہاری دعا قبول کر لی۔ اللہ آپ کو ہرگز نہیں بھولے گا۔"

سیدہ نفیسہ کریمۃ الدارین نے حج کیا اور خلیل الرحمٰن کی قبر کی زیارت کی۔ انہوں نے زندگی میں تیس حج کیے۔ انہوں نے تمام حج پیدل کیے اپنے دادا حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے اس قول کو مدِ نظر رکھتے ہوئے کہ "مجھے شرم آتی ہے کہ میں اپنے رب سے ملاقات کروں اور اس کے گھر پیدل چل کر نہ جاؤں" اور یہ قول ہمیشہ ان کے لیے پیشِ نظر رہا۔ (۷)

یہ متقی سیّدہ اپنی زندگی سے بے نیاز تھیں۔ زاہدانہ طریق پر ایمان رکھتیں اور اس کی مشق کرتیں۔ زہد کی راہ پر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے مرشد اعظم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت نے ان کی زندگی کا احاطہ کیا ہوا تھا۔ بچپن ہی سے چکا چوند دنیاوی زندگی سے دور رہیں۔ باوجود اس کے کہ والی مدینہ کی بیٹی تھیں اور پر تعیش زندگی اور دنیاوی لذات کی فراوانی تھیں لیکن ان تمام آسائشوں سے اعتراض برتتیں اور ان کا نفس زہد وتعشق کا نمونہ تھا۔ بہت کم کھاتیں۔ تین دن کے بعد ایک وقت کا کھانا کھاتیں۔ زینب بنت یحییٰ کہتی ہیں کہ ان کی جائے نماز کے سامنے ایک ٹوکری لٹکی رہتی جب کسی چیز کی حاجت ہوتی اس میں سے نکال کر کھا لیتیں اور ایسی چیزیں ہوتیں جن کا خیال تک میرے دل میں نہ گزرا ہوتا اور میں یہ نہ جانتی تھیں کہ یہ کہاں سے آتا ہے۔ حیرت سے میں نے پوچھا تو جواب دیا اے زینب! جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مخلص ہو جاتا ہے کائنات اس کے ہاتھ میں آ جاتی ہے اور اس کے قدرت میں ہوتی ہے۔

وہ ایک مخلص بیوی تھیں اور شوہر کے لیے وفا کی اعلیٰ مثال اپنے شوہر کے کاموں سے فارغ ہو کر عبادت کرتیں اور کسی کام میں اپنا وقت صرف نہ کرتیں، اخلاص ومحبت سے زندگی کے تمام معاملات میں ان کا ساتھ دیا اور اسحاق المؤتمن اس بات پر فخر کرتے تھے اور اپنے جاننے والوں میں اس بات کا ذکر کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں نفیسہؒ دے کر ان پر خاص احسان کیا ہے وہ خود بھی اور کے ساتھ اطاعت کی مثال تھے اور ان

کے امور اختیار پر خوش ہوتے اور وہ بھی ان کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت نہیں کرتیں اور دنیا کا کوئی کام انہیں اپنے شوہر کے حقوق کی ادائیگی سے غافل نہ کرتا وہ اپنے بچوں ابوالقاسم اور ام کلثوم سے بہت پیار کرتیں تھیں۔ انہوں نے ان کی تعلیم وتربیت اتنے اچھے طریقے سے کی کہ وہ بنت النبوۃ سے منسوب اعلیٰ تربیت کردار کا نمونہ بن گئے۔

انہوں نے اپنے علمی استنباط سے علم کے غوامض اور نکتہ ہائے دقائق کو آشکار کیا جس بنا پر وہ نفیسہ العلم مشہور ہوگئیں۔ علم کے متلاشی ان کے گرد جمع ہوگئے اور علمی مشکلات میں ان سے رجوع کرتے، اطراف عالم سے لوگوں نے اپنی سواریوں کا رخ ان کے قیام گاہ کی طرف کردیا۔ تاکہ وہ بیت النبوۃ کے علوم سے حکمت و حذاقت حاصل کرسکیں۔

طہارت و پاکیزگی کی بنا پر نفیسہ الطاہرۃ مشہور ہوئیں۔ عبادت وتقویٰ کی بنیاد پر نفیسہ عابدہ کہلائیں۔ دن کو روزہ رکھتیں اور رات کو عبادت کرتیں۔ غلاف کعبہ کو تھام کر دعا کرتیں۔

الهی، سیدی، مولای، متعنی فرحنی برضاک عنی فلا تسبت لی سببًا یحجبک۔

اے میرے معبود، میرے آقا میرے مولا مجھ سے اپنی رضا کے بارے میں خوش ہوجا۔ کوئی ایسا سبب نہ بنا جو میرے اور تیرے بیچ کے تعلق میں حجاب پیدا کردے۔

زینب بن یحییٰ المتوج کہتی ہیں کہ میں نے اپنی پھوپھی جان سیّدہ نفیسہ کی چالیس سال خدمت کی میں نے انہیں رات کو سوتے نہ پایا اور نہ دن کو بغیر روزہ کے سوائے ایام تشریق کے اور عیدین کے ایام کے۔ میں نے عرض کیا۔ آپ اپنے نفس کے ساتھ نرمی کیوں نہیں کرتیں۔ انہوں نے فرمایا اپنے نفس پر کیسے نرمی کروں انجام میرے سامنے ہے۔ اس تک صرف کامیاب ہی پہنچیں گے۔ (۸)

سیّدہ نفیسہ، کریم النفس، شریف طبع، صاحبۃ الکرامات زہراء المأثرات بردبار، بامروت، سخی پاکباز، عبادت گزار تھیں۔ اخلاق عالیہ میں آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جھلک تھیں۔ نخوت ونفرت سے مبرا اور اپنے نفس کے بارے میں کبھی بڑائی کا شکار نہیں ہوتیں۔ ان سے بھی تکبر وشیخی کا ارتکاب نہ ہوا۔ اپنے خاندان کے ساتھ بہت محبت کرتیں۔ ان کی بھتیجی زینب بنت یحییٰ کہتی ہیں کہ میں نے اپنی پھوپھی جان میں ہمیشہ اپنے لیے محبت کو محسوس کیا۔ میں نے ان کی خدمت کی اور ان کی خدمت کو میں نے شادی کرنے پر ترجیح دی۔ میں اپنا آپ بھول گئی اور ان کی ہوکر رہ گئی۔

تنگ دستوں کو عنایت کرتیں۔ خطا کاروں کی خطائیں معاف کر دیتیں ضرورت مند کی ضرورت پوری کرتیں۔ مال دار شوہر کی بیوی تھیں وہ مال کو مریضوں، محتاجوں اور عامۃ الناس میں بانٹ دیتیں۔ سوال کرنے والے کو خالی ہاتھ نہ لوٹاتیں۔ جو ان کے ساتھ تعلق جوڑ لیتا اسی کی ہو جاتیں۔ امراء وخلفاء کی طرف سے آنے والے عطیات میں سے اپنے لیے کچھ نہ باقی رکھتیں سب کچھ ضرورت مندوں کو دے دیتیں۔ ان سے ایک پیسہ میں اپنے گھر والوں کو نہ دیتیں۔ اپنے اوپر اور اپنے بچوں پر وہ مال خرچ کرتیں جو ان کے شوہر کا ہوتا یا اس مال میں سے خرچ کرتیں جو وہ سوت کات کر حاصل کرتیں۔

ان کے ہمسائے ان کی رحم دلی اور نیکی کے قائل تھے۔ سب آپ سے محبت کرتے اور آپ کی عزت کرتے۔ نیکی اور رحم دلی ایسی خوبیاں ہیں جو دلوں پر حکومت کرتی ہیں اور ضمیر کو جیت لیتی ہیں ان کی انہیں خوبیوں کی بنا پر لوگ ان کے مشتاق ہوئے اور ان کی برکات کو محسوس کیا اور انہی کی بدولت ان کی پاکیزگی کے جھونکوں کو جانا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قبر کی زیارت کے بعد انہوں نے دمشق میں ام کلثوم بنت ابی طالب کی بیٹی زینب کا روضہ مبارک دیکھا۔ پھر اپنی پھوپی جان فاطمہ بنت حسن بن علی کی قبر کی زیارت کی اور حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خادمہ فضہ کی قبر دیکھی اور دیگر اکابرین کے مزاروں کی زیارت کی۔

اہل دمشق کے بڑے مشہور جید علماء سب سے الامام الحافظ المحدث ابو العباس ولید بن مسلم الدمشقی، امام ابوبکر مروری بن محمد الطاہری اور دیگر علماء واہل شام اور محدثین وصلحاء نے ان سے ملاقات کی اور ان سے دعا کی درخواست کی۔ بروز ہفتہ 26 رمضان المبارک اور 93ھ سیدہ کریمۃ الدارین مصر پہنچیں۔ اہل مصر نے شہر سے باہر نکل کر ان کا استقبال کیا۔ اہل مصر یہاں ان کے تشریف لانے سے پہلے ہی ان کی عقیدت ومحبت کے اسیر بن چکے تھے۔ جب وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مقیم تھیں تو ان کے بارے میں باتیں اور ان کے فضائل ان تک پہنچ چکے تھے۔ کچھ تو مواسم حج کے موقع پر ان سے ملاقات بھی کر چکے تھے۔ عورتوں اور مردوں نے اونٹوں اور گھوڑوں پر آ کر ان کا استقبال کیا۔ فضا اللہ اکبر کے نعروں سے اور درود وسلام کی تسبیحات سے معطر تھیں۔ لوگ ان کے ساتھ ساتھ چلتے رہے جب تک وہ مصر داخل نہ ہوگئیں۔ ان کو ناموَر تاجر صلاح کار نیکی صداقت میں مصروف اہل محبت کے عاشق علماء وسادات کے قدر دان جمال الدین عبداللہ الجصاص نے نہایت عزت واحترام واکرام کے ساتھ اپنے گھر ٹھہرایا۔ وہ ان کے گھر کچھ عرصہ قیام پذیر رہیں۔ لوگ ان کے پاس جوق در جوق ملنے آتے۔ اکناف وعالم سے سفر کرتے اور زیارت کو آتے اور ان سے دعائے خیر کے

طالب ہوتے اور وہ ان کے روپ میں خاندان نبوت کی زیارت کرتے۔

صحرا و کہسار سے لوگ اپنی عقیدت کا اظہار کرنے آتے۔ دعا کرواتے واپس لوٹ جاتے اللہ تعالیٰ ان کے لیے ان کی دعا قبول فرمالیتے ان کی حاجات پوری ہوجاتیں اور انہیں مصیبتوں سے چھٹکارامل جاتا۔

مصر کی ایک ایک عورت جو بہت نیک اور پرہیز گار تھیں۔ ان کا نام ام ہانی تھا ان کا گھر بہت کشادہ اطراف اور وسیع دالان وسبزہ زار والا تھا۔ اس نے سیّدہ نفیسہ سے درخواست کی کہ وہ اس کے گھر میں قیام پذیر ہوجائیں۔ سیّدہ نفیسہ نے اس کی درخواست کو قبول کرلیا اور اس کے گھر منتقل ہوگئیں۔ زائرین کا سلسلہ منقطع نہ ہوا۔ ام ہانی کی ہمسائیگی میں ایک یہودی مرد رہتا تھا اس کا نام ابوسرایا ایوب بن یاسر تھا اسکی ایک بیٹی تھی جو معذور تھی ایک دن اس کی بیوی سیّدہ نفیسہ کے پاس آئی اور اندر آنے کی اجازت طلب کی اجازت ملنے پر عرض کیا کہ میں ضروری کام کے سلسلے میں بازار جانا چاہتی ہوں میری بیٹی کو اپنے پاس رکھ لیں۔ آپ نے اس کی بات مان لی۔ وہ بچی سیّدہ نفیسہ کے معمولات کو غور سے دیکھتی رہی۔ یہاں تک کے ظہر کا وقت ہوگیا۔ آپ وضو کے لیے اٹھیں، گھر کی چار دیواری کے پاس ایک کنواں تھا آپ نے اس کے پانی سے وضو کیا۔ لڑکی دیکھتی رہی۔ جب آپ وضو سے فارغ ہو کر نماز پڑھی تو وہ لڑکی گھسٹتی ہوئی اس پانی کے پاس پہنچ گئی اور سیّدہ نفیسہ کی نقل کرتے ہوئے اس پانی سے وضو کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سیّدہ نفیسہ کے اس پانی کی برکت سے اس کا اپاہج وجود درست کر دیا اور دماغی حالت بھی بہتر ہوگئی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور گھر کی دہلیز پار کر کے چلی گئی اور اپنی ہم جولیوں کے ساتھ کھیلنے لگی اور سیّدہ نفیسہ اپنی عبادت میں مشغول ہوگئیں اور جب اس بچی کی ماں آئی اور اس نے دیکھا کہ اس کی بچی تندرست وتوانا جسم کے ساتھ کھیل رہی ہے۔ جیسے اسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔ اس نے اسے گود میں لے لیا۔ اور اس پر بیٹی کے تندرست ہونے پر خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی اس نے اپنی بیٹی سے اس کی حالت درست ہونے کے بارے میں پوچھا تو اس نے اسے سارا واقعہ سنا دیا کہ کس طرح اس نے سیّدہ کے وضو کرنے کی جگہ سے وضو کیا پس اس کی ماں رو پڑی اور اس نے کہا ”بے شک سیّدہ کا دین ہی اصل دین ہے“ وہ نہایت خشوع وخضوع سے سیّدہ کے حضور حاضر ہوئی اور سلام کرنے کے بعد کلمہ شہادت پڑھا پھر بولی۔ میں نے رب العالمین کے لیے آپ کا دین قبول کرلیا ہے اور میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہوں کہ اس نے مجھے اندھیروں سے دین کی روشنی کی طرف آنے کی سعادت بخشی اور مجھے ضلالت سے بچا کر ہدایت کی طرف میری رہنمائی کی۔ (۹) جب بچی کا باپ آیا اور اپنی قوم کے بااثر لوگوں میں سے اس نے اپنی اکلوتی اولاد کو تندرست صحیح وسالم پایا تو خوشی ومسرت اس پر غالب آ گئی۔ وہ خوشی سے تالیاں بجانے لگا اور رقص

کرنے لگا۔ بچی کی ماں نے اس کو بتایا کہ سب سیّدہ نفیسہ کی برکت و دعا کے طفیل رونما ہوا ہے۔ جو ان کی ہمسائیگی میں رہتی ہیں۔ بیوی کی گفتگو کے ختم ہوتے ہی اس نے اپنی نگاہ آسمان کی طرف اٹھائی اور ہاتھ بلند کر کے کہنے لگا۔ اے اللہ! تیری ذات پاکیزہ ہے تو جس کو چاہتا ہے ہدایت نصیب کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے گمراہ کر دیتا ہے۔ اے اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہی دین صحیح ہے اللہ کے نزدیل دین صرف اسلام ہی ہے اور دین اسلام کے علاوہ کوئی دین نہیں۔ فوراً سیّدہ نفیسہ کے گھر کی طرف گیا اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ اجازت ملنے پر پردے کے پیچھے سے ان سے کلام کیا۔ رحم و کرم کی دعا کی درخواست کی اور جس کفر کی ضلالت میں وہ گرفتار تھے اس سے رہائی کی تمنا کی۔ سیدہ نفیسہ نے آسمان کی طرف نگاہ بلند کی اور ان کی ہدایت کے لیے اللہ عزوجل سے دعا کی، دعا ختم ہی ہوئی تھی کہ ابو سرایا نے کلمہ شہادت پڑھا اور مسلمان ہو گیا یہ بات مصر کے اطراف و اکناف میں پھیل گئی۔ اور وہاں آباد تقریباً ستر یہودیوں کے گھروں کے اہل خانہ نے اسلام قبول کر لیا۔ (۱۰)

دور دراز سے لوگ آتے رہے تو آپ کے ارد گرد ان کا ہجوم رہنے لگا۔ یہاں تک کہ لوگوں کے لیے جگہ تنگ پڑ گئی۔ انہوں نے مصر چھوڑ کر مدینۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانے کا ارادہ کیا تا کہ اپنی عمر کا باقی حصہ نہایت اطمینان اور سکون سے بسر کر سکیں۔ اہل مصر یہ سن کر رنجیدہ خاطر ہوئے وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے۔ ان کے زہد و تقویٰ ان کے علمی و روحانی مراتب خانوادہ رسول اللہ سے ان کے تعلق ان کی برکت و فیض سے بخوبی آگاہ تھے۔ یہ سن کر پریشان ہو گئے کہ اب وہ ان تجلیات و مشاہدات سے محروم ہو جائیں گے ان سب نے ملکر ان سے درخواست کی کہ وہ اپنا فیصلہ واپس لے لیں۔ لیکن انہوں نے اس بات کو نہ مانا کہ لوگوں کی آمد و رفت ان کی عبادت میں خلل ڈالتی ہے۔ جب کسی صورت ان کی درخواست قبول نہ ہوئی تو وہ والی مصر سری بن حکم بن یوسف کے پاس گئے جو سیّدہ نفیسہ کا اکرام و احترام کرتے بکثرت ان کی زیارت کو جاتے۔ انہوں نے اپنے آپ کو سیدہ نفیسہ کی خدمت کے لیے وقف کیا ہوا تھا اور عرض کی کہ سیّدہ نفیسہ کو یہاں سے کوچ کرنے سے روکیں۔ وہ سیّدہ نفیسہ کے پاس گئے نہایت احترام سے اپنی اور مصریوں کی خواہش کو بیان کیا۔ انہوں نے جواباً ارشاد فرمایا:

”میں کیسے اپنے آپ کو لوگوں کے بیچ میں رہنے دوں، میں بوڑھی ہو چکی ہوں۔ لوگوں کی کثرت زیادہ ہو گئی ہے ان کا ہجوم مجھے وظائف اور عبادت الٰہی سے غافل کر دیتا ہے میں آخرت کا زادِ راہ کیسے تیار کروں اور یہ گھر بھی لوگوں کی تعداد کے لحاظ سے چھوٹا ہے۔ اور میری تڑپ روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے شدید ہے۔“

سری نے کہا اے بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس شکایت کا ازالہ کر دیتا ہوں کشادگی کا اہتمام کروں گا جس سے آپ راضی ہو جائیں گی اور آپ کو اطمینان نصیب ہوگا۔ میرا ایک گھر درب السباع میں ہے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر جان کر آپ کو تحفتاً دیتا ہوں اور عرض ہے کہ اس پیش کش کو قبول فرمالیں اور ٹھکرا کر رنجیدہ نہ کریں۔ طویل خاموشی کے بعد گویا ہوئیں۔ ''میں نے قبول کرلیا اے سری میں لوگوں کے اس ہجوم سے کیسے نبٹوں۔'' انہوں نے عرض کیا آپ لوگوں کے لیے ہفتہ میں دو دن ہفتہ اور بدھ ملنے کے لیے مخصوص کرلیں اور باقی دنوں میں اپنے رب کی عبادت کریں۔ انہوں نے اس تجویز کو پسند کرتے ہوئے لوگوں کے لیے دو دن ہفتہ اور بدھ مخصوص کر دیے۔

سیّدہ نفیسہ کی بہت سی کرامات ان کی زندگی میں اور مرنے کے بعد بھی لوگوں نے دیکھیں۔ امام ابن حجر نے ان کی ۱۵۰ کراماتیں بیان کیں ہیں۔ بعلبلک میں مدرستہ الاوزاعیہ کے امام حافظ فقیہ عبدالرحمن بن عمر الاوزاعی (م ۱۵۸ھ) کہتے ہیں کہ میں نے حسن الانور کی لونڈی ''جوھرہ'' سے پوچھا کہ تم نے سیّدہ نفیسہ کی کوئی کرامت دیکھی ہے۔ اس نے کہا ہاں ایک دن سخت گرمی کے موسم میں ایک اژدھا میرے پاس آیا میرے پاس سیّدہ نفیسہ کا وضو کرنے کا برتن تھا اور اس میں وضو کے لیے پانی ڈال رکھا تھا اس اژدھے نے اپنا رخسار اس آفتابے کے ساتھ رگڑنا شروع کر دیا جیسے وہ اس کے متبرک ہونے کی وجہ سے پانی سے مسح کر رہا ہو۔ پھر وہ جدھر سے آیا تھا وہیں چلا گیا۔

سعید بن الحسن کہتے ہیں کہ میں طویل عرصہ دریائے نیل کے پاس رہائش پذیر رہا تو ایک مرتبہ دریائے نیل رک گیا میں نے دیکھا کہ لوگ سیّدہ نفیسہ کے پاس دعا کے لیے وہ انہیں اپنا ڈوپٹہ عنایت کیا وہ انہوں نے دریائے نیل میں ڈال دیا ان کے لوٹنے سے پہلے ہی دریا کے نیل کا پانی چڑھنا شروع ہو گیا۔ (۱۱)

ایک بوڑھی عورت کی چار بیٹیاں تھیں وہ پورا ہفتہ ریشم کاتتیں اور ہفتہ کے آخری دن بڑھیا اسے بازار لے جا کر بیچ آتی اور وصول شدہ قیمت میں سے آدھی رقم کا دوبارہ ریشم خرید لیتی اور آدھی رقم سے ان کے لیے نان ونفقہ لے لیتی۔ حسب معمول اس بڑھیا نے کاتا ہوا ریشم سر پر رکھ کر بازار کی طرف چلی اس اثنا میں جب وہ چل رہی تھی کہ ایک بڑا پرندہ آیا اور اس کے سر سے ریشم کی گٹھڑی اچک کر اڑ گیا۔ بڑھیا غم سے غش کھا کر گر پڑی۔ جب اس کو ہوش آیا تو وہ زار و زار رونے لگی اور کہنے لگی اب میں ان یتیموں کا کیا کروں گی جنہیں بھوک نے نڈھال کر رکھا ہے۔ لوگ اس کے اردگرد جمع ہو گئے اس سے اس کی حالت کا سبب پوچھا اس نے سارا ماجرا سنایا۔ انہوں نے اس کی رہنمائی کی وہ سیّدہ نفیسہ کی بارگاہ میں جائے اپنی حالت ان کو بتائے وہ شفقت

فرمائیں گی۔ وہ اسی وقت سیّدہ نفیسہ کی طرف چل پڑی۔ انہیں اپنا قصہ سنایا اور اپنی بیٹیوں کے بابت بتایا اور دعا کی درخواست کی۔ سیّدہ نفیسہ نے بڑی شفقت فرمائی اور بیٹیوں سے ہمدردی کا اظہار کیا۔ پھر آپ نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا اے بلند بزرگ و برتر اللہ! تو مالک ہے قہار ہے اپنی اس عاجز و مسکین لونڈی کی سن لے بے شک اس کی بیٹیاں تیری مخلوق ہیں اور تیرا کنبہ ہے تو ارحم الراحمین ہے۔

پھر بڑھیا سے کہا بیٹھ جاؤ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رحم فرمانے والا ہے۔ ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے۔ وہ سیّدہ کے گھر کے دروازے کے پاس بیٹھ گئی اور اس کے دل میں بیٹیوں کی بھوک کا خیال کر کے غم کے شعلے لپٹ رہے تھے۔ ایک گھنٹہ بھی نہ گزرا تھا کہ کسی نے دروازہ کھٹکھٹایا اور اندر آنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر لوگ داخل ہوئے سلام کیا اور پردے کے پیچھے سے ان سے ہم کلام ہوئے۔ آپ نے آنے کی وجہ دریافت کی تو انہوں نے عرض کیا کہ آج ہمارے ساتھ ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ ہم تاجر لوگ ہیں ایک مدت سے سمندری سفر کر رہے ہیں جب ہم آپ کے ملک کے پاس پہنچنے والے تھے کہ ہماری کشتی میں سوراخ ہو گیا اور اندر پانی داخل ہونے لگا۔ ہم نے اس سوراخ کو بند کرنے کی سر توڑ کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوئے۔ ہم نے اللہ تعالیٰ سے گڑگڑا کر مدد طلب کرنا شروع کی اور آپ کا واسطہ دیا۔ اچانک ایک پرندے نے ہماری طرف نظر ڈالی اور ہماری طرف ایک کپڑا پھینکا جس میں کتا ہوا کتان تھا۔ ہم نے اس سے سوراخ بند کیا اور وہ اللہ کے حکم سے بند ہو گیا۔ پس اپنی نجات پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے آپ کے پاس ۵۰۰ درہم لے کر آئے ہیں۔ یہ سن کر سیّدہ نفیسہ رونے لگی آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی اور کہا:

> ''اے الٰہی تو اپنی مخلوق پر کس قدر مہربان ہے اور ان پر لطف و کرم کرنے والا ہے تیرا شکر ہے تمام تعریفیں تیرے لیے ہیں۔ پھر انہوں نے بڑھیا کو آواز دی وہ تیزی سے آئی اور اس سے پوچھا ہر جمعہ کو کتنے میں ریشم بیچتی تھی اس نے کہا ۲۰ درہم میں آپ نہ کہا مبارک ہو اللہ تعالیٰ نے تمہیں ہر درہم کے بدلے پچیس درہم عطا کیے ہیں وہ رب کے حضور رونے لگی اس کی حمد و ثنائی سیّدہ کی برکت پر اس کا شکریہ ادا کیا اور اپنی بیٹیوں کی طرف لوٹ آئی۔''(۱۲)

اہل مغافر میں سے ایک شخص کی شادی مصر کی ایک ذمی عورت سے ہوئی اس سے اس کا ایک بیٹا ہوا اور وہ دشمنوں کے علاقے میں قید ہو گیا پس عورت نے دعا کرنے کے لیے کوئی کونا نہ چھوڑا اور قیدیوں سے جا جا کر اپنے بیٹے کے بارے میں پوچھتی کہ اس کے بیٹے کی قید کب ختم ہو گی ایک دن اس نے اپنے شوہر سے کہا کہ میں نے سنا ہے کہ تمہارے خاندان میں سے ایک سیّدہ شریفہ ہے اس کو لوگ سیّدہ نفیسہ بنت الحسن کہتے ہیں اور

اس کی کرامات کا ذکر کرتے ہیں اگر میں ان کے پاس جاؤں تو شاید وہ میرے بیٹے کے لیے دعا کریں۔ اگر میرا بیٹا ان کی دعا کرنے پر آ گیا تو میں ایمان لے آؤں گی۔ وہ شخص سیّدہ نفیسہ کے پاس آیا پورا واقعہ سنایا تو انہوں نے اس کے بیٹے کی قید سے رہائی کے لیے گڑگڑا کر دعا دی اور جب رات ہوئی کسی نے ان کے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اس شخص کی بیوی باہر نکلی تو کیا دیکھتی کہ اس کا بیٹا دروازے کے باہر کھڑا ہے۔ پس وہ خوشی سے اس کے ساتھ چمٹ گئی اور خوشی کے آنسو اس کے رخساروں پر بہنے لگے پھر اس کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا اس کے بارے میں پوچھا اور کہا کہ تم کیسے آزاد ہو کر آ گئے؟

میں اس معینہ وقت میں قید خانے کے دروازے کے کمرے میں کھڑا تھا۔ جب سیّدہ نفیسہ نے دعا فرمائی تھی میں نے سنا کہ کسی نے چوکیدار سے کہا کہ اس کو آزاد کردو اور یہ سیّدہ نفیسہ کی دعا کی برکت تھی کہ انہوں نے مجھے طوق اور قید سے آزاد کر دیا میں نے کسی سے کچھ نہ پوچھا اور اپنے محلہ میں پہنچ گیا اور اپنے گھر کا دروازہ کھٹکھٹایا اس کے ماں باپ بہت خوش ہوئے سیّدہ نفیسہ کی اس کرامت کا خوب چرچا ہوا اسی رات اس عورت نے اسلام قبول کرلیا اور اپنے آپ کو سیّدہ نفیسہ کی خدمت کے لیے وقف کر دیا۔ (۱۳)

ان کے زمانے میں مصر کا ایک گورنر بہت ظالم تھا۔ ایک مرتبہ گورنر کے اہلکاروں نے ایک شخص کو پکڑ لیا اور وہ جا رہے تھے کہ جب ان کا گزر سیّدہ نفیسہ کے گھر کے پاس ہوا تو اس مظلوم شخص نے سیّدہ نفیسہ کو مدد کے لیے پکارا انہوں نے پکار سن کر اس کے لیے رہائی کی دعا کی۔ اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے لیے ان ظالموں کی آنکھوں پر پردہ ڈال دے۔ گورنر کے بندوں نے اس شخص کو اس کے حضور پیش کیا تو وہ پوچھنے لگا وہ شخص کہاں ہے جسے تم قید کر کے لائے ہو۔ انہوں نے کہا اے امیر! وہ تو آپ کے سامنے کھڑا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں اسے دیکھ نہیں پا رہا ہوں۔ اس پر انہوں نے عرض کیا کہ اے امیر جب ہم اس کے ساتھ آ رہے تھے تو ہمارا گزر سیّدہ نفیسہ کے گھر کے سامنے سے ہوا اس نے انہیں مدد کے لیے پکارا۔ انہوں نے اس کی رہائی کی دعا کی اور کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ظالموں کی آنکھوں پر تمہارے لیے پردہ ڈال دے۔ امیر نے فوراً کہا اے اللہ کیا میں اس حد تک ظالم ہو گیا ہوں۔ میں توبہ اور مغفرت کا طالب ہوں۔ اس کی توبہ قبول ہو گئی تو اس نے دیکھا کہ وہ شخص تو بالکل اس کے سامنے کھڑا ہے اس نے اس کے سر کو چوما اور معذرت کی اس کا شکریہ ادا کرتے وقت لوٹا دیا۔ اپنے جمع شدہ مال کو غریبوں یتیموں بیواؤں میں تقسیم کر دیا ایک لاکھ دینار لے کر سیّدہ نفیسہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور میں یہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے ہوئے لے کر آیا ہوں کہ اس نے میری توبہ قبول فرمائی۔ آپ نے وہ رقم لے لی اور اپنے پاس پڑی تھیلیوں کے ساتھ اسے رکھ دیا اور پھر ان سب تھیلیوں کو ضرورت مندوں میں

تقسیم کرنے کا حکم دے دیا اپنی خدمت میں پیش کردہ مال کے ساتھ وہ یہی طریق اختیار کرتیں اس وقت ان کے پاس ان کی خدمت گزاروں میں سے چند عورتیں بیٹھی تھیں انہوں نے سیّدہ سے عرض کیا کہ آپ اس میں سے کچھ ہمارے لیے ہی رکھ لیتیں تا کہ ہم روزہ کی افطاری کا اہتمام کرتیں۔ آپ نے ان سے کہا یہ ریشم لو اس کو کاتو اور اسے بیچ کر اشیاء خورد و نوش خریدو۔ عورتوں نے ان کے کہنے پر ویسا ہی کیا۔ (۱۵)

علما الشافعیہ میں سے مشہور مورخ مفسر فقیہ قاضی محمد بن سلامہ بن جعفر بن علی بن حکمون القضاعی کہتے ہیں کہ میں نے سیّدہ نفیسہ کی بھتیجی زینب بنت یحییٰ سے پوچھا کہ تمہاری پھوپھی جان کا طعام کیا تھا انہوں نے کہا کہ وہ تین دن کے بعد ایک بار کھانا تناول فرماتی تھیں ان کی ایک ٹوکری تھی جو ان کی نماز پڑھنے کی جگہ پر لٹکتی رہتی تھی وہ جب چاہتیں اس میں سے نکال کر کھا لیتیں وہ اپنے شوہر کے علاوہ اور اپنے سے اللہ کے لیے محبت کرنے والوں کے علاوہ اپنے نفس کے لیے کسی چیز کو قبول نہ کرتی تھیں۔ (۱۵)

امام شافعی رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے تو انہوں نے اپنے دوستوں سب سے ربیع بن سلیمان بن داؤد الجیزی کو جو ان کے شاگرد بھی تھے۔ سیّدہ نفیسہ کی طرف دعا کے لیے بھیجا انہوں نے سیّدہ کو سلام کیا اور کہا کہ امام شافعی آپ کی دعا کے طلبگار ہیں۔ آپ ابھی دعا کروا کرے واپس نہ لوٹے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں شفا دے دی۔

سیدہ نفیسہ کے ہاں دعا کروانے والوں کے علاوہ علماء دین بھی حاضر تھے وہ ان سے علم بھی حاصل کرتے اور اپنے لیے دعا کی درخواست بھی کرتے۔ ان میں الامام عثمان بن سعید المصری، الشیخ ابو الفیض ثوبان بن ابراہیم ذوالنون المصری (ہمیشہ ان سے ملاقات کرتے ان کی وفات کے بعد ان کی قبر کی زیارت بکثرت کرتے) ہم نے امام عبداللہ بن عبدالحکم، انہوں نے اُس سے حدیث سنی اور ان کے بتائے ہوئے آثار و اخبار سے استفادہ کیا۔ ابوالحسن سحنون ابن سعید، الفقیہ المالکی ربیع بن سلمان المرادی قابل ذکر ہیں۔ سیّدہ نفیسہ امیر مصر السری بن الحکم کے گھر میں مقیم رہیں۔

علامہ اجہوری کہتے ہیں کہ سیّدہ نفیسہ نے اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھودی اور اس کی حالت کو درست کرنے کو کہا اپنے خالق حقیقی سے ملاقات کی بہت مشتاق تھیں۔ دنیا کی ظاہری زیب و زینت سے بے رغبتی کے سبب وہ اپنی قبر میں اترتیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لیے آخرت کی یاد میں نوافل ادا کرتیں اور اس کا ثواب مسلمان اہل القبور کو پہنچاتیں۔

زینب بنت یحییٰ کہتی ہیں کہ میری پھوپھی جان یکم رجب کو بیمار ہوئیں۔ ان کے شوہر اس وقت مدینہ

میں تھے۔ انہیں خط لکھا کہ وہ واپس آ جائیں۔ اس حقیقت کو بھانپتے ہوئے کہ اب ان کا آخری وقت ہے وہ آخرت کو خوش آمدید کہتے ہوئے دنیا سے جدا ہونے والی ہیں۔ وہ سخت بیماری کی حالت میں رہیں یہاں تک کہ رمضان المبارک کا آغاز ہوگیا۔ روزے کی حالت میں تھیں کہ شدید تکلیف ہوگئی اطباء ان کے مرض کی دوا تجویز کرنے اور دینے کے لیے آئے انہوں نے انہیں افطاری تک انتظار کرنے کو کہا۔ وہ ان کی روحانی طاقت ہمت اور دین پر حیران تھے کہ انہوں نے بھی آپ سے دعا کی درخواست کی آپ نے ان کے لیے درخواست کی آپ نے ان کے لیے دعا خیر کی اور کہا کہ نہیں میں ایسے ہی روزہ افطار کرلوں معاذ اللہ جبکہ میں نے حالت روزہ میں وفات کی دعا مانگی ہوئی ہے اور اشعار پڑھے۔

زینب کہتی ہیں کہ وہ اسی بیماری کی حالت میں رہیں کہ رمضان المبارک کا پہلا عشرہ مکمل ہوگیا۔ تب بیماری شدید ہوگئی انہوں نے سورۃ الانعام کی تلاوت کرنا شروع کردی۔ جب وہ اس آیت پر پہنچیں قل اللہ کتب علی نفسہ الرحمۃ تو ان پر غشی طاری ہوگئی۔ زینب کہتی ہیں کہ میں نے انہیں اپنے سینے کے ساتھ لگا لیا۔ انہوں نے کلمہ شہادت پڑھا اور ۶۳ برس کی عمر میں ۲۰۸ ھ کو جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ آج سوا بارہ سو سال گزرنے کے باوجود سیدہ کا مزار اقدس مرجع خلائق ہے۔ دنیا آج بھی ان سے فیوض و برکات لینے کے لیے قاہرہ جاتی ہے۔ سیدہ نفیسہ کی وصیت کے مطابق ان کی زمین کا معاملہ ان کے شوہر کے سپرد کردیا گیا۔ ان کی بیماری کے دوران وہ حالتِ سفر میں تھے اور وفات کے دن پہنچے۔ انہوں نے ان کے لیے تابوت تیار کروایا اور جنت البقیع میں دفن کرنے کا ارادہ ظاہر کیا۔ اہلِ مصر پر یہ خبر شاق گزری۔ انہوں نے عبداللہ الخیری امیرِ مصر سے درخواست کی کہ وہ اسحاق المؤتمن کو کہیں کہ سیدہ نفیسہ کو یہاں دفن کریں۔ وہ تو اپنے ہاتھوں سے اپنی قبر کھود چکی ہیں لیکن وہ اس بات پر راضی نہ ہوئے۔ اہلِ مصر نے بہت غم میں رات بسر کی۔ جب صبح ہوئی وہ دوبارہ ان کے شوہر کے پاس آئے اور انہوں نے انہیں اس مزاج میں نہ پایا جو گزشتہ دن تھا۔ انہوں نے خوشی سے یہاں دفن کرنے کی اجازت دے دی اور کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا، انہوں نے مجھ سے کہا، اے اسحاق! ان کو ان کے پاس دفن کردو۔ اہلِ مصر خوش ہوگئے اور فضا اللہ اکبر کے نعروں سے گونج اٹھی۔

عالم اسلام کے اطراف واکناف سے لوگ ان کی وفات کی خبر سن کر مصر آئے۔ مصر اس وقت شدید غم اور گہرے دکھ میں تھا۔ ان کی وفات کے بعد جو کوئی بھی ان کی قبر کی زیارت کو آتا وہ آپ کی برکات سے فیض یاب ضرور ہوتا۔ غم زدہ اللہ تعالٰی سے گریہ زاری کرتے تو ان کے غم ختم ہو جاتے، خوفزدہ، ظلم سے ڈرے ہوئے، بربادیوں سے دوچار تکلیفوں سے نجات پاتے۔ وہ دلی اطمینان لے کر رخصت ہوتے تو گزشتہ احوال کو

الوداع کہہ رہے ہوتے۔ ان کی درگاہ ان کے نفس کی طرح مستجاب الدعوات مشہور ہوگئی۔ وفات کے بعد بھی بہت سی کرامات ان سے منسوب ہیں۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ان کی قبر کی زیارت کی۔ جب میں نے اپنا ہاتھ قبر مبارک پر رکھا تو میں نے ایک آواز سنی ''کیا اہلِ بیت کے گھروں میں اس طرح داخل ہوتے ہیں؟''

ابوالعز یمانی کہتے ہیں کہ میں بہت مالدار تھا۔ میرا کنبہ اثر ورسوخ اور جاہ وجلال والا تھا۔ لوگوں کے ساتھ دولت کے نشے میں نفرت وحقارت کے ساتھ پیش آنے کی وجہ سے حالات بہت بدل گئے۔ بے بس و محتاج ہوگیا، زمین تنگ ہوگئی، احباب نے منہ پھیر لیا، دشمن گالیاں دینے لگے۔ ایک دوست نے مشورہ دیا کہ صالحین سے ملو اور اپنے لیے دعائے خیر کرواؤں۔ میں نے ایک دن خواب میں اپنے آپ کو ایک وسیع پر نور میدان میں پایا اور وہ نور لحہ کو ظاہر ہوتا ہے، اگلا لحہ غائب ہو جاتا ہے، پھر ایسے ہی ہوتا ہے۔ مجھے حیرانی ہوئی کوئی کہنے والا کہہ رہا تھا کہ یہ سیّدہ نفیسہ کا نور ہے۔ میں نے فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اپنے گناہوں کی اور میں نے ان کی قبر کی زیارت کو گیا تو سب نے آواز سنی اے ابوالعز میں نفیسہ ہوں اپنے نفس کو پاک کرلو برائی چھوڑ دو۔ میں نے کہا چھوڑ دیا اب ہرگز اس طرف نہ لوٹوں گا۔ میرا دل اطمینان پا گیا۔ حالات بدل گئے۔ مشکلات ختم ہوگئیں۔ (۱۶)

ابن ایاس کہتے ہیں کہ محی الدین بن متری البزدار جو سیّدہ نفیسہ کے مزار کے قریب رہتے تھے۔ ان کی سات سالہ بچی سونے کا تاج سر پر پہنے کھیل رہی تھی کہ ایک نوعمر لڑکے نے دیکھا تو اس کی نیت خراب ہوگئی اس نے اپنے ساتھ ایک اور لڑکا لیا اور بچی کو بہلا پھسلا کر کہ مزار سے دور ذرا ویران جگہ پر لے گیا۔ تاج اتار لیا اور بچی کو قتل کر دیا بچی وہاں ایک دن اور ایک رات پڑی رہی۔ ماں باپ نے بہت تلاش کیا آخر باپ نے سنار کو واقعہ سنایا اور کہا کوئی تاج بیچنے آئے تو بتائے۔ اسی وقت ایک لڑکا تاج سستے داموں پر بیچنے آ گیا۔ اس کو پکڑ کیا لیا اور امیر کے پاس لے گیا اور اسے پابند سلاسل کر کے کہا کہ وہ جگہ دکھاؤ جہاں بچی کو قتل کر کے پھینکا ہے۔ لڑکی کے باپ نے دیکھا تو لڑکی کو زندہ پایا اگرچہ وہ مذبوحہ تھی۔ امیر نے آلہ قتل منگوایا۔ بچی بچ گئی کیونکہ اس کی حبل الورید نہ کٹی تھی۔ بچی نے بتایا کہ جب انہوں نے مجھے قتل کیا اور پھینک گئے تو ایک عورت نقاب پوش آئیں انہوں نے کہا ڈرو نہیں میں سیّدہ نفیسہ ہوں۔ کل تم اس جگہ سے خلاصی پا جاؤ گی میرے خون کو چھوا تو وہ بہنا بند ہوگیا اس طرح میری جان بچ گئی۔ یہ واقعہ مصر میں بہت مشہور ہوا۔

امام شعرانی نے ابوالشیخ محمد بن محمد المعروف محمد الشاذلی کو کہتے سنا کہ انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو

خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا۔اے محمد! جب کوئی تمہاری حاجت اللہ تعالیٰ سے تو نفیسہ طاہرہ کے ہاں نذر مانگو اگر چہ تم اپنے گھر میں ہی مقیم کیوں نہ ہو اللہ تمہاری حاجت پوری کرے گا۔

تاریخ اسلام میں ایسی بے شمار ہستیاں ہیں جو زہد و تقویٰ و پاکیزگی عبادت و ریاضت اور مخلوق خدا کی خدمت کی بدولت انھوں نے قرب الٰہی حاصل کیا۔ان کی سیرت، انسانیت کے لیے مشعل راہ ہے۔آپ ایسی ہی ہستی تھیں جن سے صوفیہ اور آئمہ کرام نے اپنے دامن کو فیوضات سے معطر کیا۔اس تحریر کا مقصد انہی کا ذکر کر کے اپنے قلوب واذہان کو منور کرنا ہے۔

♦♦♦

حوالہ جات

۱۔ طبری، محمد بن ابوالقاسم، ابوجعفر، بشارۃ المصطفیٰ، مکتبہ حیدریہ، نجف اشرف، طبع ثانی، ۱۹۶۳ء، ج ۸، ص ۷۲

۲۔ تقی، حسین بن محمد، بحار الانوار، دار الطباعة المخصوصة، ج ۲۵، ص ۲۱۴

۳۔ العسقلانی، احمد بن علی بن حجر، تہذیب التہذیب، مطبعۃ دائرۃ المعارف ہند، ج ۱۱، ص ۲۳۶۔۳۷

۴۔ مصدر سابق، ج ۱، ص ۲۰۔۲۴

۵۔ ابراہیم: ۳۴۔۳۵

۶۔ المزمل: ۲۰

۷۔ الاصفہانی، ابونعیم، حلیۃ الالیاء، مطبع دار السعادۃ، ۱۹۵۵ء، ج ۲، ص ۳۷، المقریزی، تقی الدین، خطط المقریزی، دار الطباعۃ المصریہ، ۱۹۸۵ء، ج ۴، ص ۳۲۵

۸۔ مصدر سابق، ص ۳۳۔۴۷

۹۔ مصدر سابق، ج ۴، ص ۳۲۶، السخاوی، تحفۃ الاحباب وبغیۃ الطلاب، مصر، ۱۹۹۳ء، ص ۱۰۵۔۶

۱۰۔ مصدر سابق، ج ۴، ص ۳۳۶

۱۱۔ خطط المقریزی، ص ۳۲۶، تحفۃ الاحباب، ص ۱۵۹

۱۲۔ مصدر سابق

۱۳۔ مصدر سابق، تحفۃ الاحباب، ص ۱۰۸

۱۴۔ تحفۃ الاحباب، ص ۱۰۹

۱۵۔ خطط المقریزی، ج ۴، ص ۳۳۵

۱۶۔ توفیق، ابوعلم، تحقیق: شوقی محمد، السیدۃ نفیسہ، طبع ثانی، تہران ایران، ۲۰۰۸ء، ص ۱۹۶

◆◆◆